سرورِ عالم ﷺ کی اخلاقی زندگی کا ایک مختصر خاکہ!

(از مولوی ابوالحسن صاحب احسن مالدہی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

حضرات! ہمارے حضور سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عالم بنکر اس جہان میں تشریف لائے اور تمام صفات حسنہ جو انسانی زندگی کیلئے ضروری اور لابدی ہیں آپ کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ جو کہ ہماری دینی و دنیاوی ترقی کیلئے بہترین عملی نمونہ ہیں۔ . . . اب آیئے آنحضورؐ کے مختصر حالات کا لحاظ کرتے ہوئے ایک ہلکی سی نظر ڈالیں تاکہ آپ بخوبی اندازہ کر سکیں کہ کیا ہمارے لئے آنحضورؐ کی زندگی کا ہر ہر پہلو ہمیں مستقل درس حیات دینے اور ہمارے لئے بہترین اسوۂ عمل بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے دنیا کی بہترین سرزمین (مکہ معظمہ) کا انتخاب کیا اور ملک عرب کے ایک اعلیٰ و افضل خاندان یعنی قبیلہ قریش میں حضرت آمنہ کے بطن مبارک سے پیدا کیا۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد وفات پا گئے تھے اور ولادت کے چند ہی مہینے کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ بھی دنیا سے کوچ کر گئیں۔ آپ کی پرورش جد امجد عبد المطلب نے عرصہ دو سال تک کی پھر ان کے بعد آپ کے چچا ابوطالب نے کی۔ مثل مشہور ہے۔ "ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات" یہ مثل آپ پر اکمل صادق آتی تھی۔ لڑکپن ہی سے آپ کو بتوں اور دیگر دیوتاؤں سے سخت نفرت تھی آپ کے اخلاق حسنہ کا سارے ملک عرب میں چرچا تھا آپ کی ایمانداری ضرب المثل تھی۔ تمام لوگوں نے آپ کو امین کا خطاب دیا تھا اور لوگ آپ کی ایمانداری سے متاثر ہو کر اپنی امانتیں آپ کے پاس رکھواتے تھے۔ آپ کی صداقت اور امانت آپ کے حسن اخلاق اور کریمانہ افعال کو دیکھکر مکہ کی ایک شریف و متمول عورت حضرت خدیجہؓ نے اپنی تجارت کا تمام کام آپ کے سپرد کر دیا۔ جب تجارتی قافلہ روانہ ہوا تو حضرت خدیجہؓ نے اپنے غلام میسرہ نامی کو گھر سے روانہ کیا واپسی پر میسرہ نے آپ کی ایمانداری و شرافت و خوش خلقی کی بے حد تعریف کی و نیز اللہ کے فضل و کرم سے آنحضورؐ کے اخلاص و دیانت کی برکت سے اس مرتبہ حضرت خدیجہؓ کو مال تجارت میں غیر معمولی منافع حاصل ہوئے۔ آپ کی ایمانداری کا شہرہ تو پہلے ہی سے سن چکی تھیں اب یہ چیز خود ان کے تجربہ میں آچکی تھی اسلئے حضرت خدیجہؓ نے آنحضرتؐ سے شادی کی درخواست کی۔ جو آپؐ نے بطیب خاطر منظور فرمائی۔ حضرت خدیجہؓ بیوہ تھیں آپ نے بیوہ سے شادی کر کے لوگوں کو اس بات کی بھی ترغیب دی کہ اگر موقع آجائے تو بیوہ عورت سے نکاح کرنے میں تامل نہ کرنا چاہیئے۔

آپ کا حسن سلوک | انسان کا طرز عمل ہی اس کی ترقی و تنزل پر اثر انداز ہوا کرتا ہے حسن سلوک ہمیشہ اعلیٰ مراتب کا

باعث اور بدسلوکی ذلت و نفرت کا سبب بنتی ہے۔ آپ کے حسن و سلوک کا یہ عالم تھا کہ دشمن بھی آپ کے مدح خواں تھے اکثر اوقات لوگ آپ کی باتوں کا مذاق مسخرہ اڑاتے۔ علی الاعلان آپ کو برا بھلا کہا کرتے تھے۔ بہت مرتبہ آپ کے جاں نثار صحابہ کرامؓ نے ان بددینوں کے حق میں بددعا کرنے کیلئے عرض بھی کیا مگر آپؐ نے ان کے لئے ہمیشہ یہی دعا کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انھیں ہدایت دے اور توفیق عطا فرمائے کہ یہ لوگ مجھے پہچاننے لگیں۔

ایک دن ایک شخص نے ابوجہل کے اشارے پر بحالت نماز آپ کے جسم اطہر پر اوجھڑی پھینک دی جس سے سخت تکلیف ہوئی لیکن آپ پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا فرماتے رہے۔ ادائیگی نماز کے بعد آپ بغیر کچھ کہے سنے مکان تشریف لے آئے اور اپنی زبان مبارک سے ایک لفظ تک نہ نکالا۔ آپ کی ہجرت کے بعد مکہ معظمہ میں بہت زوروں پر قحط پڑا۔ ابوسفیان اسوقت اسلام نہ لائے تھے مسلمانوں کے سخت ترین دشمن تھے لیکن مدینہ جاکر آپ سے بارش کیلئے دعا کی التجا کی۔ آپؐ نے فوراً دعا کیلئے ہاتھ اٹھایا اور اللہ تعالیٰ نے بارش برسا کر سب کو نہال کردیا۔

غلاموں سے سلوک آپ کے موالی زید بن حارثہ تھے آپ نے انھیں آزاد کرکے گھر جانے کی اجازت دیدی تھی مگر آپ کا سلوک ان کے دل پر اس قدر گہرا اثر کر چکا تھا کہ انھوں نے آپ سے ایک لمحہ کیلئے بھی دور ہونا پسند نہ کیا حضورؐ کا ہمیشہ سے یہی دستور رہا کہ غلاموں اور ملازموں کو وہی کھلاتے وہی پہناتے جو آپ خود استعمال کرتے اور یہی تعلیم و ترغیب ہمیشہ صحابہ کرامؓ کو بھی دیتے تھے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضورؐ کی خدمت مبارک میں تقریباً دس سال تک بطور ادنیٰ خادم کے زندگی گذاری مگر واللہ اس طویل عرصہ میں آپ نے کبھی بھی نہ مجھے ڈانٹا اور نہ برا بھلا کہا۔ جنگِ بدر میں جو لوگ گرفتار ہوگئے تھے ان کے بارے میں جب رائے لی گئی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ان سب کو قتل کردیا جائے مگر آپ کی رحمدلی اور حسن سلوک نے کبھی بھی یہ گوارا نہ کیا۔ چنانچہ بہت سے قیدیوں کو زرفدیہ لیکر چھوڑ دیا۔ اور جو لوگ فدیہ نہ ادا کرسکے انھیں اپنے مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کیلئے کچھ دنوں تک مقرر فرمادیا۔ اللہ اللہ یہ تھی آپ کی رحمدلی اور مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال۔ کاش آج بھی ہمارے مسلمان بلکہ بالخصوص رؤسا، قوم اگر قوم کی ترقی و مفاد کو اپنے مفاد پر مقدم سمجھیں تو انشاء اللہ ہماری خستہ حالی کا بہت کچھ علاج ہوسکتا ہے اور پھر ہم وہی ہوسکتے ہیں جو کہ ہمارے سلف تھے۔

ایفائے عہد آنحضورؐ نے جب کبھی مخالفین کے ساتھ عہد و پیمان کیا تو اس پر سختی کے ساتھ پابند و قائم رہے قریش اور یہود کے ساتھ جتنے معاہدے ہوئے ہمیشہ ان کی پابندی فرمائی۔ بلکہ عہد شکنی کا ارتکاب ہمیشہ فریق آخر کی طرف سے ہوتا رہا۔ ہاں اپنی مدافعت کیلئے بیشک آپ کھڑے ہوئے کہ یہ ضروری تھا۔

خوفناک سازش اور آپ کا برتاؤ عمیر بن واہب اور صفوان بن امیہ نے جنگل میں بیٹھکر آپ کے قتل کا مشورہ کیا اور صفوان نے عمیر کے جمیع کنبہ کی پرورش کا ذمہ لیا۔ عمیر بن واہب جب اس ارادہ سے مدینہ میں داخل ہوا

تو اس کے اونٹ کی آواز سنکر حضرت عمرؓ اس مقام پر آئے جہاں عمیر نے اونٹ بٹھایا تھا اور عمیر کی تلوار چھین کر اس کی گردن پکڑ کر آنحضرتؐ کی خدمت میں لائے آپ نے دریافت فرمایا کہ اے عمیر تم کس ارادے سے یہاں آئے ہو۔ عمیر نے جواب دیا کہ اپنے بیٹے سے جو جنگ میں گرفتار ہوگیا تھا ملنے کیلئے آیا ہوں۔ آنحضورؐ کو اُن کی سازشوں کا علم بذریعہ وحی ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے اس تمام گفتگو کو جو عمیر اور صفوان کے درمیان ہوئی تھی بیان فرمادی۔ عمیر بے حد شرمندہ ہوا۔ اور فوراً آپ کی نبوت کا اقرار کرکے مسلمان ہوگیا۔ حضرات! یہ آپ کے خلق عظیم اور حسن سلوک کا ادنیٰ کرشمہ تھا کہ ایک خون کا پیاسا چشم زدن میں حلقہ بگوش اسلام ہو کر آپ کے ادنیٰ خادموں میں شامل ہو جانا باعث فخر سمجھتا ہے۔

حضرات! آنحضورؐ نے کبھی کسی سائل کا سوال رد نہیں کیا اگر اس وقت کوئی چیز حضورؐ کے پاس نہ ہوتی تو دوسروں سے دلوا دیا کرتے تھے۔ آپ نے تمام عمر کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ اتفاق سے گھر اگر کوئی خاص چیز پکائی جاتی تو آپ اپنے صحابہ کرامؓ اور دیگر پڑوسیوں میں تقسیم فرمایا کرتے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال واخلاق کا نہایت مختصر خاکہ یہ ہے کہ:-

(۱) خدا کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا۔

(۲) خدا کو ایک جاننا۔

(۳) غیروں کے ساتھ بہترین اخلاق و عمدہ سلوک سے پیش آنا۔

(۴) فی سبیل اللہ خیرات و زکوٰۃ کرنا۔

(۵) کسی کے ساتھ ظلم و تعدی سے پیش نہ آنا۔

(۶) مظلوموں کی امداد اور ظالموں کو سزا دینا۔

(۷) ہمیشہ سچ بولنا۔

(۸) دشمنوں سے نیک سلوک کرنا۔

(۹) حتی الامکان جنگ وجدال سے گریز کرنا۔

(۱۰) جارحانہ حملہ نہ کرنا۔

(۱۱) عفو و کرم۔

(۱۲) اللہ کے راستے میں اور قوم کی فلاح و بہبود کیلئے بڑی سے بڑی قربانی کرگذرنا۔

(۱۳) وعدہ وفا کرنا وغیرہ وغیرہ

حضرات! مندرجہ بالا صفات و تعلیمات کو دیکھ کر کون انصاف پسند ہے جو اس بات کے اقرار پر مجبور نہ ہو جائے